از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 26 اپریل 1954

شریمتی آشالاتا دیبی و دیگراں
بنام
سری جادوناتھ رائے و دیگراں

[مہر چند مہاجن چیف جسٹس؛ بیجن کمار مکھرجیا، ویوین بوس، این۔ ایچ۔ بھاگواتی اور ٹی۔ ایل۔ وینکٹارامائیر جسٹس صاحبان]

بھارتیہ آزادی (قانونی کارروائی) آرڈر 1947 پیرا 4(2)-بنگال منی لینڈرز ایکٹ 1940 کی دفعہ 36 کے تحت کارروائی میں نئی ڈگری منظور کی گئی، جو 15 اگست 1947 کو ماتحت عدالت جج، علی پور میں زیر التوا تھی۔-مشرقی پاکستان میں واقع نئی ڈگری کے حوالے سے جائیدادوں کا بڑا حصہ-15 اگست 1947 کے بعد دائر کی گئی اپیل چاہے کلکتہ عدالت عالیہ کے لیے قابل ہو — بنگال منی لینڈرز ایکٹ 1940 (ایکٹ X، سال 1940) دفعہ 36(2) نئی ڈگری مدعیون کی کوتاہی-ڈگری دار کی درخواست بابت بازبر آمدگی جائداد-عمل درآمد کے لیے ایک درخواست-اس طرح کی درخواست پر حکم-قابل اپیل۔

بھارتیہ آزادی (قانونی کارروائی) حکم 1947 کا پیرا 4(2) درج ذیل ہے:-

"4. کچھ نئے صوبوں کی تشکیل اور بھارتیہ آزادی ایکٹ 1947 کے ذریعے صوبہ آسام سے کچھ علاقوں کی مشرقی بنگال میں منتقلی کے باوجود۔

(2) ایسی کسی بھی عدالت میں اس طرح زیر التواء کسی بھی کارروائی کے سلسلے میں نظر ثانی کے لیے کوئی اپیل یا درخواست اس عدالت میں ہوگی جس کی اپیل ہوگی، یا جیسا بھی معاملہ ہو، اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عدالت پر نظر ثانی کا دائرہ اختیار ہو گا اگر مقررہ دن کے بعد اس عدالت میں کارروائی شروع کی گئی تھی۔

ڈگری دار کی طرف سے جائیدادوں کی بحالی کے لیے کوتاہی کی وجہ سے کی گئی درخواست: بنگال منی لینڈرز ایکٹ 1940 کی دفعہ 36 کے تحت نئی ڈگری منظور ہونے کے بعد فیصلہ دینے والا قرضدار 15 اگست 1947 کو ماتحت جج علی پور عدالت میں زیر التوا تھا، جب جائیدادوں کا بڑا حصہ، جو نئی ڈگری کا موضوع تھا، مشرقی پاکستان میں چلا گیا کیونکہ وہ وہاں واقع تھا۔ درخواست کو پیراگراف 4 (1) کی توضیعات کے ذریعے محفوظ کیا گیا تھا جس میں ان کارروائیوں کو اسی عدالت میں جاری رکھنے کا التزام کیا گیا تھا گویا کہ مذکورہ ایکٹ (انڈین آزادی ایکٹ) منظور نہیں ہوا تھا۔ یہ دلیل دی گئی کہ ڈگری دار کی طرف سے عدالت عالیہ میں دائر اپیل پیراگراف 4(2) کے ذریعے محفوظ نہیں کی گئی تھی کیونکہ یہ 15 اگست 1947 کے بعد دائر کی گئی تھی، کیونکہ مذکورہ پیراگراف میں "اگر اس عدالت میں کارروائی شروع کی گئی تھی" کے الفاظ کا مطلب ہونا چاہیے "اگر اس عدالت میں کارروائی شروع کی جاسکتی تھی"۔

حکم ہوا کہ، ماتحت جج عدالت کی طرف سے اپیل کلکتہ عدالت عالیہ کے لیے مجاز تھی کیونکہ اس توضیعات پر جو واحد تعمیر کی جاسکتی تھی وہ یہ تھی کہ اس عدالت پر اپیل یا نظر ثانی کا دائرہ اختیار رکھنے والی عدالت کو ایسا دائرہ اختیار حاصل ہو گا جیسے کہ کارروائی 15 اگست 1947 کے بعد اس عدالت میں شروع کی گئی ہو۔

ڈگری دار کی طرف سے ایک درخواست اصل میں نئی ڈگری کے نفاذ کے لیے ایک درخواست تھی جو بنگال منی لینڈرز ایکٹ 1940 کی دفعہ 36 کے تحت منظور کی گئی تھی۔ اس طرح کی درخواستوں پر عمل درآمد کے لیے جاری کیے گئے احکامات واضح طور پر اپیل کے قابل ہوں گے۔

عدالت عالیہ کا یہ استدلال کہ اس طرح کی درخواست ایک خصوصی قانون کے تحت دیئے گئے خصوصی دادرسائی کے لیے مقدمے میں ایک درخواست تھی اور یہ کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

قواعد لاگو ہوتے ہیں اور اس طرح کے احکامات کے خلاف اپیل ہوتی ہے کیونکہ وہ مجموع ضابطہ دیوانی کی دفعہ 2(2) کی تعریف کے اندر ڈگریاں تھیں، پائیدار نہیں تھی اور اسے قبول نہیں کیا جا سکتا تھا۔

ترلوک ناتھ بنام موتی رام و دیگران (اے آئی آر 1950 مشرقی پنجاب 149) کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 69، سال 1952۔

کلکتہ میں با اختیارِ عدالتِ عالیہ (سین اور چندر جسٹس صاحبان) کے 27 اپریل 1950 کے فیصلے اور ڈگری سے اپیل میں اصل ڈگری نمبر 19، سال 1948 سے اپیل 27 ستمبر 1947 کے فیصلے اور ڈگری سے پیدا ہوتی ہے، ماتحت جج عدالت، تیسری عدالت ضلع، 24 پرگنہ میں علی پور میں متفرق عدالتی کیس نمبر 31، سال 1947۔

اپیل گزاروں کے لیے سوکمار گھوش۔

جواب دہندگان نمبر 1، 2، 8 اور 9 کے لیے۔ سنکم چندر بنرجی اور آر آر بسواس.

26.1954 اپریل۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس بھگوتی نے سنایا۔

یہ کلکتہ میں با اختیارِ عدالتِ عالیہ کے فیصلے اور ڈگری کے خلاف اپیل ہے جس میں تیسرے ماتحت جج، علی پور کے حکم کو پلٹ دیا گیا ہے، جس میں مدعاعلیہ کی کچھ غیر منقولہ جائیدادوں کی بحالی کی درخواستوں کو مسترد کیا گیا ہے۔

درخواست گزاروں کے پیشرو رمیش چندر اچارجی چودھری (متوفی) نے 16 اگست 1918 کو رہن کے دو معاہدوں کے تحت جواب دہندگان کے پیشروؤں سے 16,000 روپے اور 73,000 روپے ادھار لیے تھے۔ رہن کی ادائیگی میں کوتاہی ہونے کی وجہ سے ضمانت رہن وصولی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے لیے 10 مارچ 1926 کو تیسری ماتحت جج عدالت، علی پور میں ایک مقدمہ دائر کیا گیا۔ 4,21,851-1-6روپے کے لیے ابتدائی رہن کی ڈگری 4اپریل1929 کو منظور کی گئی، اور 13 ستمبر 1929 کو فروخت کے لیے مطلق ڈگری منظور کی گئی۔ رہن والی جائیدادوں کو 1930 میں عمل درآمد کی کارروائی میں فروخت کے لیے رکھا گیا تھااور ڈگری داراں نے 29 فروری 1932 اور 23 اپریل 1935 کو نیلامی کی فروخت میں جائیدادوں کو مجموعی طور پر 2,35,200 روپے میں خریدا تھا۔ ان فروختوں کی باضابطہ طور پر تصدیق ہو گئی اور نیلامی کے خریداروں نے 25 جون 1933 اور 9 مارچ 1936 کے درمیان مختلف تاریخوں پر جائیداد کی مختلف اشیاء کے قبضے میں لے لی۔ ڈگری داراں نے 13 دسمبر 1937 کو مجموعِ ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXXIV، قاعدہ 6 کے تحت ذاتی ڈگری حاصل کی، یعنی روپے 3,30,903۔ اس ذاتی ڈگری کو بھی انجام دیا گیااور راہنوں کی کچھ جائیدادیں 8 اگست 1939 کو ڈگری داراں نے 3,899 روپے میں خریدیں اور ان جائیدادوں کی ملکیت کی فراہمی 6 جولائی 1940 کو انہیں باضابطہ طور پر دی گئی۔

موت کے بعد سے، اپیل کنندگان نمبر 1 سے 3 کے پیشرو شتیش چندر اچارجی چودھری اور اپیل کنندہ نمبر 4 جیوتیش چندر آچاریہ چودھری، رہن کنندہ کے بیٹوں نے 9 دسمبر 1940 کو بنگال منی لینڈرز ایکٹ (ایکٹ X، سال 1940) کی دفعہ 36 کے تحت رہن کی ڈگری اور ذاتی ڈگری کو دوبارہ کھولنے کے لیے درخواست دائر کی۔ 25 اگست 1941 کے ایک حکم کے ذریعے، فاضل ماتحت جج نے ڈگریاں دوبارہ کھول دیں اور 10 مئی 1943 کو 4-12-324 روپے کی رقم کے لیے ایک نئی ڈگری منظور کی۔ مذکورہ رقم کو عدالتی مدیونان کی طرف سے ڈگری داراں کو پندرہ مساوی سالانہ قسطوں میں ادا کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ انہوں نے ڈگری داراں کی خریدی ہوئی جائیدادوں کی بحالی کی بھی ہدایت کی۔

موجودہ جواب دہندگان نے 19 جون 1943 کو کلکتہ میں بااختیارِ عدالتِ عالیہ میں اپیل کو ترجیح دی اور مذکورہ شتیش چندر اچارجی چودھری اور اپیل نمبر 4 کی طرف سے عذرداری مقابل دائر کیے گئے۔ 29 جون 1944 کے اپنے فیصلے اور ڈگری کے ذریعے، عدالت عالیہ نے کچھ خاطر خواہ تغیرات کے ساتھ نیچے دی گئی عدالت کی ڈگری کی تصدیق کی اور راہنوں کے حق میں ایک نئی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ڈگری منظور کی۔ راہنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ راہنوں کو ان تمام جائیدادوں کے قبضے میں رکھیں جو انہوں نے دوبارہ کھولے گئے ڈگریوں پر عمل درآمد کے دوران خریدی تھیں اور انہیں 15 ستمبر 1941 سے ان جائیدادوں کے حقیقی منافع کا حساب دیں، یہاں تک کہ وہ ان جائیدادوں کے جمع کرنے کے کاغذات کے راہنوں کو بحال یا قبضہ چھوڑ دیں۔ 6-12-3,76,324 روپے کی رقم گروی دار کو واجب الادا قرار دی گئی تھی اور راہن کو اسے بیس مساوی سالانہ قسطوں میں ادا کرنا تھا، ایسی قسطوں میں سے پہلی قسط اس تاریخ کی پہلی سالگرہ پر یا اس سے پہلے ادا کی جائے گی جس تاریخ کو گروی دار نے ان کے ذریعہ خریدی گئی تمام جائیدادوں کا قبضہ واپس کر دیا تھا یا اس تاریخ سے دستبردار کر دیا تھا جس تاریخ کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس میں بیان کردہ جمع شدہ کاغذات، جو بھی تاریخ بعد میں ہو، جمع کرنے والے کاغذات جمع کرنے والوں کو جمع کرتے ہیں۔ راہن کو راہنوں کو آنے والے سالوں کی اسی تاریخ کو یا اس سے پہلے مسلسل سالانہ قسطوں کی ادائیگی کرنی تھی جس پر پہلی قسط قابل ادائیگی ہوئی تھی اور انہیں مذکورہ جائیدادوں کی سالانہ آمدنی بھی ادا کرنی تھی جو ان کے دوبارہ قبضے میں آنے کے بعد قابل ادائیگی ہو جائے گی، جیسا کہ وہ واجب الادا تھے، کم از کم تین دن پہلے، ادائیگی کی تاریخ سے دس دن کے اندر ادائیگی کے ثبوت کے طور پر نیچے عدالت میں چالان دائر کریں۔ سڑک، عوامی کام اور تعلیمی سیس اور اعلی زمینداروں کو واجب الادا کرایہ بھی اسی طرح راہنوں کے ذریعے ادا کیا جانا تھا اور مقررہ وقت کے اندر کسی ایک قسط یا سیس یا کرایہ کی ادائیگی نہ کرنے پر، گروی دار راہنوں سے مذکورہ جائیدادوں کا قبضہ واپس حاصل کرنے کے حقدار تھے اور اس صورت میں روپے کی رقم جس پر راہنوں نے ان جائیدادوں کو خریدا تھا، ڈگری کے تحت ان کی واجب الادا رقم کے مقابلے میں متوازن ہو گی۔ اگر اس کے بعد بھی اس ڈگری کے تحت راہنوں کی کوئی رقم واجب الادا رہی تو وہ مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXXIV، قاعدہ 6 کے تحت بقایات کے لیے نچلی عدالت میں ڈگری کے لیے درخواست دینے کے حقدار تھے۔ 15 ستمبر 1941 کے درمیان کی مدت کے لیے زرواصلات کی تحقیقات کا حکم دیا گیا تھا، 15 ستمبر 1941ء سے لے کر راہنوں کے قبضے کی بحالی تک کی مدت کے لئے زرواصلات کی تحقیقات کا حکم دیا گیا تھا اور راہنوں کو قبضہ کی بحالی نہیں ہو جاتی تھی، وہ رقم جو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ان کے حق میں ہو سکتی تھی، اس قسط کے لیے جو اس سال واجب الادا تھی جس میں عدالت نے رقم کا اعلان کیا تھا اور اگلے آنے والے سالوں میں جب تک کہ مذکورہ رقم کا خاتمہ نہ ہو جائے۔

قبضہ 5 اکتوبر 1944 کو راہنوں کے حوالے کیا گیا۔ تاہم ان کے کاغذات کی سپردگی 28 مارچ 1945 کو دی گئی تھی۔ راہنوں پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے دوسری قسط کی ادائیگی میں کوتاہی کیا جو کسی بھی صورت میں 28 مارچ 1947 کو واجب الادا تھی، اور ریونیو قسط اور سیس کی ادائیگی میں بھی جو اس تاریخ کو یا اس کے آس پاس واجب الادا تھی۔ اس لیے راہنوں نے 6 ستمبر 1946 اور 18 اپریل 1947 کو علی پور میں تیسرے ماتحت جج عدالت میں درخواستیں دیں، جس میں جائیدادوں کی بحالی کا مطالبہ کیا گیا۔ کئی کوتاہی کا الزام لگایا گیا لیکن صرف دو کوتاہی پر زور دیا گیا، ایک دوسری قسط کی ادائیگی کے حوالے سے جو 28 مارچ 1947 کو واجب الادا تھی، اور دوسرا نواکھلی جائیدادوں کے محصولات اور سیس کی ادائیگی کے حوالے سے جو اسی تاریخ کو واجب الادا تھی۔ فاضل ماتحت جج نے 27 ستمبر 1947 کے اپنے حکم کے ذریعے ان درخواستوں کو مسترد کر دیا، جس میں کہا گیا تھا کہ 'ریونیو اور سیس کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہیں تھا اور دوسری قسط کی ادائیگی میں کوتاہی اگرچہ یہ جمع ہوا تھا، ڈگری داراں کی غلط کارروائیوں کی وجہ سے تھا اور یہ کہ ڈگری داراں اپنی غلطیوں کا فائدہ اٹھانے کے حقدار نہیں تھے۔ کلکتہ میں بااختیارِ عدالتِ عالیہ میں اپیل کو ترجیح دی گئی۔ اپیل کی اجازت 27 اپریل 1950 کو دی گئی۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ راہنوں نے کوتاہی کا ارتکاب کیا ہے اور جائیدادوں کی دوبارہ بحالی کا حکم دیا۔ یہ اپیل آئین کے آرٹیکل 133(1)(a) کے تحت سرٹیفکیٹ کے ساتھ عدالت عالیہ کے اس حکم کے خلاف دائر کی گئی ہے۔

ہمارے سامنے اپیل گزاروں کی طرف سے پیش ہوئے شری ایس گھوش نے زور دیا کہ 26 جنوری 1950 کے بعد جو جائیدادیں نئی ڈگری کا موضوع تھیں، ان کا بڑا حصہ 26 جنوری 1950 کے بعد پاکستان چلا گیا تھا، جو مشرقی پاکستان میں واقع تھا اور کلکتہ کی عدالت عالیہ کے پاس اپیل کا تعین کرنے اور غیر ملکی علاقوں میں واقع غیر منقولہ جائیدادوں سے متعلق حکم جاری کرنے کا کوئی دائرہ اختیار اور اختیار نہیں تھا۔ انہوں نے مزید زور دے کر کہا کہ جائیدادوں کی دوبارہ بحالی کا حکم اپیل کے قابل نہیں ہے اور کسی بھی صورت میں راہنوں کی طرف سے کوئی غلطی نہیں کی گئی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document

ان کے پہلے دلیل کی حمایت میں بھارتیہ آزادی (قانونی کارروائی) آرڈر 1947 کے پیراگراف 4(2) پر انحصار کیا گیا، جو مندرجہ ذیل تھا:-

"4. کچھ نئے صوبوں کی تشکیل اور بھارتیہ آزادی ایکٹ 1947 کے ذریعے صوبہ آسام سے کچھ علاقوں کی مشرقی بنگال میں منتقلی کے باوجود..................

(2) ایسی کسی بھی عدالت میں اس طرح زیر التواء کسی بھی کارروائی کے سلسلے میں نظر ثانی کے لیے کوئی اپیل یا درخواست اس عدالت میں ہوگی جس میں اپیل ہوگی، یا جیسا کہ معاملہ اس عدالت پر نظر ثانی کا دائرہ اختیار ہو سکتا ہے اگر مقررہ دن کے بعد اس عدالت میں کارروائی شروع کی گئی ہو........................"

جائیدادوں کی دوبارہ بحالی کی درخواستیں 15 اگست 1947 کو علی پور میں تیسرے ماتحت جج کے سامنے زیر التوا تھیں، اور انہیں پیراگراف 4(1) کی توضیعات کے ذریعے بچایا گیا تھا جس میں ان کارروائیوں کو اسی عدالت میں جاری رکھنے کا التزام کیا گیا تھا گویا مذکورہ ایکٹ یعنی بھارتیہ آزادی ایکٹ 1947 منظور نہیں ہوا تھا۔ لیکن انہوں نے دعوی کیا کہ پیراگراف 4(2) اس اپیل کو محفوظ نہیں کرتا جو 15 اگست 1947 کے بعد راہنوں نے دائر کی تھی۔ ہم اپیل کنندہ کی اس دلیل کو قبول نہیں کر سکتے۔ پیراگراف 4 (2) میں 15 اگست 1947 کے بعد عدالت عالیان میں زیر التواء کارروائیوں کے سلسلے میں اپیلوں یا نظر ثانی کے لیے درخواستوں کے لیے التزام کیا گیا ہے، اور یہ طے کیا گیا ہے کہ اپیل یا نظر ثانی کے لیے درخواستوں کے ذریعے یہ کارروائی ان عدالت عالیان میں ہو سکتی ہے جو 15 اگست 1947 کے بعد اس عدالت میں کارروائی شروع ہونے کی صورت میں اس عدالت پر اپیل یا نظر ثانی کا دائرہ اختیار رکھتی ہیں۔ یہ دلیل دی گئی کہ اس توضیعات کے مقصد کے لیے الفاظ "اگر اس عدالت میں کارروائی شروع کی گئی تھی" کو "معنی کے طور پر پڑھا جانا چاہیے "اگر اس عدالت میں کارروائی شروع کی جا سکتی تھی۔ یہ یقینی طور پر معنی نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ علاقوں کی منتقلی کی وجہ سے 15 اگست 1947 کے بعد پاکستان کو جانے والی جائیدادوں کے حوالے سے متعلقہ عدالت عالیان میں کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی تھی۔ اس توضیعات پر جو واحد

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

بنیاد رکھی جاسکتی تھی وہ یہ تھی کہ اس عدالت پر اپیل یا نظر ثانی کا دائرہ اختیار رکھنے والی عدالت کو ایسا دائرہ اختیار حاصل ہو گا جیسے کہ 15 اگست 1947 کے بعد اس عدالت میں کارروائی شروع کی گئی ہو۔ اپیل یا نظر ثانی کے دائرہ اختیار کے مقصد کے لیے کہ عدالت کو ایک ایسی عدالت طور پر سمجھا جانا تھا جس میں کارروائی شروع کی جاسکتی تھی اور ہونی چاہیے تھی اور یہ بغیر یہ کہے چلا جاتا ہے کہ اگر کارروائی کو اس عدالت میں مناسب طریقے سے قائم کیا جاسکتا تھا تو واحد عدالت جس میں اپیل یا نظر ثانی کی درخواست ہو سکتی تھی وہ عدالت تھی جس کا اس وقت اس عدالت پر اپیل یا نظر ثانی کا دائرہ اختیار تھا۔ ہمارے سامنے کیس میں 15 اگست 1947 کے بعد مشرقی پاکستان کو جانے والی جائیدادوں کے سلسلے میں علی پور میں تیسری ماتحت جج عدالت میں کوئی کارروائی شروع نہیں کی جاسکتی تھی۔ لیکن اس حقیقت کی وجہ سے کہ یہ کارروائی 15 اگست 1947 کو اس عدالت میں زیر التوا تھی، کلکتہ کی عدالت عالیہ جس کا اس عدالت پر اپیل یا نظر ثانی کا دائرہ اختیار تھا، وہ عدالت مقرر کی گئی تھی جس میں ایسی کارروائی کے سلسلے میں اپیل یا نظر ثانی کی درخواست ہو گی، کیونکہ وہ عدالت، جو علی پور میں تیسری ماتحت جج عدالت ہے، کو ایسی عدالت سمجھا جاتا تھا جس میں ایسی کارروائی 15 اگست 1947 کے بعد شروع کی جاسکتی تھی اور ہونی چاہیے تھی۔

جواب دہندگان کے فاضل وکیل نے ہماری توجہ ترلوک ناتھ بنام موتی رام و دیگراں ([1]) کے معاملے کی طرف مبذول کرائی۔ اس معاملے میں 1943 میں بی عدالت میں A کی جگہ پر زمین کے قبضے کے لیے مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ 15 اگست 1947 کو یہ مقدمہ B عدالت میں زیر التوا تھا جس نے 1948 میں مقدمہ خارج کر دیا۔ اس فیصلے کی اپیل مشرقی پنجاب عدالت عالیہ میں دائر کی گئی تھی کیونکہ جگہ B کو مشرقی پنجاب میں شامل کیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار کے حوالے سے اعتراض پر اس بنیاد پر کہ مقدمہ میں زمین A پر تھی، جو اب پاکستان میں شامل ہے، عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ مقدمہ 15 اگست 1947 کو B جگہ پر زیر التوا ہے، اس عدالت فیصلے کی اپیل مشرقی پنجاب عدالت عالیہ میں ہے نہ کہ لاہور عدالت عالیہ میں بھارتیہ آزادی (قانونی کارروائی) آرڈر 1947 کے پیراگراف 4(2) کے تحت۔ یہ فیصلہ ہمارے سامنے مقدمے کے ساتھ چاروں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

طرف ہے اور ہماری رائے ہے کہ اپیل گزاروں کی جانب سے جو دلیل دی گئی ہے وہ ناقابل قبول ہے۔

اپیل گزاروں کی اگلی دلیل بھی اتنی ہی ناقابل قبول ہے۔ کلکتہ عدالت عالیہ نے ان درخواستوں کو ایک خصوصی قانون کے تحت دیے گئے خصوصی دادرسائی کے لیے مقدمے میں درخواستوں کے طور پر سمجھا اور فیصلہ دیا کہ مجموع ضابطہ دیوانی کے قواعد لاگو ہوتے ہیں اور احکامات کے خلاف اپیل ہوتی ہے کیونکہ وہ مجموع ضابطہ دیوانی کے دفعہ 2(2) کی تعریف کے اندر ڈگریاں تھیں۔ ہم اس استدلال کو قبول نہیں کرسکتے۔ یہ درخواستیں حقیقت میں اور نئی ڈگریوں پر عمل درآمد کے لیے ٹھوس درخواستیں تھیں جو 29 جون 1944 کو عدالت عالیہ کے ذریعے راہنوں کے حق میں منظور کی گئی تھیں۔ نئی ڈگری کی توضیعات کے تحت راہنوں کے لیے واحد قابل چیز یہ تھی کہ وہ راہنوں کی طرف سے کوتاہی کی گئی ڈگریوں پر عمل درآمد کے لیے درخواست دیں اور علی پور میں تیسرے ماتحت جج عدالت میں راہنوں کی طرف سے کی گئی درخواستیں واقعی ڈگری پر عمل درآمد کے لیے درخواستیں تھیں حالانکہ مناسب نویت میں نہیں تھیں اور ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاسکتا تھا۔ اگر ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا تو یہ واضح ہے کہ پھانسی کے لیے ایسی درخواستوں پر منظور کیے گئے احکامات اپیل کے قابل تھے اور اس بنیاد پر کوئی اعتراض برقرار نہیں رکھا جاسکتا کہ ان احکامات کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہے۔ لہذا ان درخواستوں کو عمل درآمد کے لیے درخواستوں کے طور پر دیکھتے ہوئے ہمیں اپیل گزاروں کے اس دلیل میں کوئی بنیاد نظر نہیں آتی۔

اگر معاملے سے اس طرح رجوع کیا جاتا ہے تو اپیل گزار عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف کوئی اعتراض نہیں کرسکتے۔ عدالت برائے عمل درآمد ڈگری کے پیچھے نہیں جاسکی اور یہ حقائق پر واضح ہے کہ کوتاہی کا ارتکاب راہنوں نے محصول اور سیس کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نئی ڈگری کے تحت دوسری قسط کے حوالے سے بھی کیا تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس لیے اپیل گزاروں کی جانب سے جس دلیل پر زور دیا گیا تھا کہ راہنوں کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کیا گیا تھا، اسے بھی برقرار نہیں رکھا جاسکا۔

اس لیے کلکتہ کی بااختیارِعدالتِ عالیہ نے اپیل کو صحیح طور پر ضبط کر لیا تھااور اس کے پاس یہ فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار تھا کہ آیا راہنوں نے نئی ڈگری کی شرائط پر عمل درآمد میں غلطی کی تھی۔ اپیل محض اپیلٹ عدالت کی دوبارہ سماعت ہونے کی وجہ سے ٹرائل جج کے فیصلے پر نظر ثانی کرنے اور یہ اعلان کرنے کا حقدار تھا کہ یہ غلط تھااور ڈگری دار دوبارہ بحالی کا حقدار تھا۔ یہ سوال کہ آیا وہ حقیقت میں غیر منقولہ جائیدادوں کا قبضہ حاصل کر سکے گا، اس طرح کی تحقیقات کے لیے غیر ملکی تھا۔ کسی دوسرے دائرہ اختیار میں مناسب کارروائی کے ذریعے، وہ ایسا کرنے کے قابل ہو سکتا ہے؛ لیکن یہ دشواری عدالت عالیہ کے لیے جائیدادوں کی بحالی کے لیے ضروری احکامات جاری کرنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

اس لیے اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے مسترد ہونا چاہیے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and integrity of this document